پانچواں باب

آمین آہستہ کہنی چاہئے

احناف کے نزدیک ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز جہری ہو یا سری، آمین آہستہ کہے۔مگر غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک جہری نماز میں امام ومقتدی بلند آواز سے چیخ کر آمین کہیں۔اس لئے اس باب کی بھی دو فصلیں کی جاتی ہیں۔پہلی فصل میں ہمارے دلائل، دوسری فصل میں وہابیوں کے اعتراضات مع جوابات۔

پہلی فصل

اس کے ثبوت میں

آہستہ آمین کہنا حکم خدا اور رسول کے موافق ہے۔چیخ کر آمین کہنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے اور حدیث و سنت کے بھی مخالف، دلائل حسب ذیل ہیں۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ادعوا ربکم تضرعاو خفیةo(اعراف:۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا مانگو عاجزی سے اور آہستہ۔

آمین بھی دعا ہے۔لہٰذا یہ بھی آہستہ کہنی چاہئے۔رب فرماتا ہے:

و اذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الدا ع اذا دعانo(بقرہ:۱۸۶)

ترجمہ: اے محبوب جب لوگ آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں بہت نزدیک ہوں مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جو مجھ سے دعا کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ چیخ کر دعا اس سے کی جاوے جو ہم سے دور ہو۔رب تو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر آمین چیخ کر کہنا عبث بلکہ خلاف تعلم قرآنی ہے۔اسلئے کہ آمین دعا ہے۔

حدیث ۱تا۸: بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا امن الامام فامنوا فانهٗ من و افق تامینهٗ تامین

الملئکۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہٖ٥

ترجمہ: فرمایا نبی ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لئے ہے۔جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہو اور ظاہر ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں۔ہم نے ان کی آمین آج تک نہ سنی تو چاہئے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہوتا کہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہوں کی معافی ہو۔جو وہابی چیخ کر آمین کہتے ہیں۔وہ جیسے مسجد میں آتے ہیں، ویسے ہی جاتے ہیں۔ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوگی۔کیونکہ وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔

حدیث ۹ تا ۱۳: بخاری، شافعی، مالک، ابوداؤد، نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقولوا آمین فانہٗ من وافق قولہٗ قول الملئکۃ غفر لہٗ مقدم من ذنبہٖ٥

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام کہے: غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین تو تم کہو آمین۔کیونکہ جس کا یہ آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ ہرگز نہ پڑھے اگر مقتدی پڑھتا تو حضور فرماتے کہ جب تم ولا الضا لین کہو تو تم آمین کہو۔معلوم ہوا کہ تم صرف آمین کہوگے۔ولا الضا لین کہنا امام کا کام ہے۔رب فرماتا ہے:

اذاجآئکم المؤمنٰت مھٰجرٰت فامتحنوھن٥ (الممتحنہ:۱۰)

ترجمہ: جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں آئیں تو ان کا امتحان لو۔

دیکھو امتحان لینا صرف مومنوں کا کام ہے نہ کہ مومنہ عورتوں کا۔کسی حدیث میں نہیں آیا کہ اذا قلتم ولا الضآلین فقلوا آمین" جب تم ولا الضآلین کہو تو آمین کہہ لو"۔معلوم ہوا کہ مقتدی ولا الضآلین کہے گا ہی نہیں۔

دوسرے یہ کہ آمین آہستہ ہونی چاہئے کیونکہ فرشتوں کی آمین آہستہ ہی ہوتی ہے۔جو آج تک ہم نے نہیں سنی۔

خیال رہے کہ یہاں فرشتوں کی آمین کی موافقت سے مراد وقت میں موافقت نہیں بلکہ طریقۂ ادا میں موافقت ہے۔فرشتوں کی آمین کا وقت تو وہ ہی ہے جب امام سورۂ فاتحہ ختم کرتا ہے۔کیونکہ ہمارے محافظ فرشتے ہمارے ساتھ ہی

نمازوں میں شریک ہوتے ہیں اور اسی وقت آمین کہتے ہیں۔

حدیث۱۴تا۱۸: امام احمد، ابوداؤد طیالسی، ابویعلیٰ موصلی طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی حاکم نے فرمایا کہ اس کی اسناد نہایت صحیح ہے۔

عن وائل ابن حجر انہٗ صلّٰی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین قال آمین واخفٰی بھا صوتہٗo

ترجمہ: حضرت وائل ابن حجر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور ولا الضآلین پر پہنچے تو آپ نے فرمایا آمین اور آمین میں آواز آہستہ رکھی۔

معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بلند آواز سے کہنا بالکل خلاف سنت ہے۔

حدیث۱۹تا۲۱: ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی شیبہ نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی:

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرء غیر المغضوب علیھم ولاالضآلین فقال آمین وخفض بہٖ صوتہٗo

ترجمہ: ”فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے پڑھا: غیر المغضوب علیھم ولاالضآلین تو فرمایا آمین اور آواز مبارک آہستہ رکھی۔

حدیث۲۲تا۲۳: طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی:

قال کان عمر وعلی رضی اللہ عنھما لا یجھران بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا بالتامینo

ترجمہ: حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔

معلوم ہوا کہ آہستہ آمین کہنی سنت صحابہ بھی ہے۔

حدیث۲۴: عینی شرح ہدایہ نے حضرت ابومعمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال یخفی الامام اربعا التعوذ وبسم اللہ و آمین وربنالک الحمدo

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام چار چیزیں آہستہ کہے: اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لک الحمد۔

حدیث۲۵: بیہقی نے حضرت ابووائل سے روایت کی عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا:

عن عبداللہ قال یخفی الامام اربعا بسم اللہ وأمین واللھم ربنا لك الحمد و التعوذ والتشھدo

ترجمہ: امام چار چیزیں آہستہ: بسم اللہ، آمین ربنا لک الحمد، اعوذ اور التحیات۔

حدیث۲۶: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی:

قال اربع یخفیھن الامام التعوذ و بسم اللہ، وسبحانك اللھم وأمین رواہ محمد فی الأثار وعبدالرزاق فی مصنفہٖo

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے اعوذ باللہ، بسم اللہ، سبحانک اللھم اور آمین۔ یہ حدیث امام محمد نے آثار میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں بیان کی۔

عقلی دلائل: عقل بھی چاہتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جاوے کیونکہ آمین کریم کی آیت یا کلمہ قرآن نہیں اس لئے نہ جبرائیل امین اسے لائے، نہ قرآن کریم میں لکھی گئی۔ بلکہ دعا اور ذکر اللہ ہے تو جیسے کہ ثناء، التحیات، درود ابراہیمی، دعائے ماثورہ وغیرہ آہستہ پڑھی جاتی ہیں ایسے ہی آمین بھی آہستہ ہونی چاہیئے۔ یہ کیا کہ تمام ذکر آہستہ ہوئے، آمین پر تمام لوگ چیخ پڑے۔ یہ چیخنا قرآن کے بھی خلاف ہے، احادیث صحیحہ کے بھی، صحابہ کرام کے عمل کے بھی اور عقل سلیم کے بھی۔ رب تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ دوسرے اس لئے کہ اگر مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا بھی فرض ہو اور اسے آمین کہنے کا بھی حکم ہو تو مقتدی سورۂ فاتحہ کے درمیان میں ہو اور امام ولا الضآلین کہہ دے اب اگر یہ مقتدی آمین نہ کہے تو اس سنت کے خلاف ہوا اور اگر آمین کہے اور چیخے تو آمین درمیان میں آوے گی۔ قرآن میں غیر قرآن آوے گا۔ اور درمیان سورۂ فاتحہ میں شور مچے گا۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

اب تک ہم نے غیر مقلدین کے جس قدر اعتراضات سنے ہیں۔ تفصیل وار مع جوابات عرض کرتے ہیں:

اعتراض۱: آمین دعا نہیں ہے لہٰذا اگر یہ بلند آواز سے کی جائے تو کیا حرج ہے۔ رب نے دعا آہستہ مانگنے کا حکم دیا ہے نہ کہ دیگر اذکار کا۔

جواب: آمین دعا ہے۔اس کا دعا ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے۔دیکھو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

ربنا اطمس علٰی اموالھم واشدد علٰی قلوبھم فلا یؤمنوا حتٰی یروا العذاب الالیمo (یونس:۸۸)

ترجمہ: اے رب ہمارے ان کے مال برباد کردے اوران کے دل سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

رب نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے ارشاد کیا:

قال قد اجیبت دعوتکما فاستقیماo (یونس:۸۹)

ترجمہ: رب نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول کی گئی تو ثابت قدم رہو۔

فرمایے دعا تو صرف موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مانگی تھی۔مگر رب نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ یعنی تمہاری اور حضرت ہارون کی۔حضرت ہارون نے دعا کب مانگی تھی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا پر آمین کہا تھا۔رب نے آمین کو دعا فرمایا۔معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے۔اور دعا آہستہ ہونا چاہئے۔یہ مسائل قرآنیہ میں سے ہے۔

اعتراض ۲: ترمذی شریف میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین وقال آمین ومدبھا صوتہٗo

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین پڑھا اور آمین فرمایا اپنی آواز کو اس پر بلند کیا۔

معلوم ہوا کہ آمین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب: آپ نے حدیث کا ترجمہ غلط کیا۔اس میں مد ارشاد ہو مد مد سے بنا۔اس کے معنی بلند کرنا نہیں۔ بلکہ آواز کھینچنا ہے۔مطلب یہ ہے کہ حضور نے آمین بروزن کریم قصر سے نہ فرمائی۔بلکہ بروزن قالین الف اور میم خوب کھینچ کر پڑھی۔لہٰذا اس میں آپ کی کوئی دلیل نہیں، ترجمہ کی غلطی ہے۔خیال رہے کہ مد کا مقابل قصر ہے اخفاء کا مقابل

ہے جہر۔رفع کا مقابل خفض ہے۔اگر یہاں جہر ہوتا تو دلیل صحیح ہوتی ۔جہر کسی روایت میں نہیں ۔

رب فرماتا ہے:

انہٗ یعلم الجھر و ما یخفٰیo (الاعلیٰ:۷)

ترجمہ: بیشک رب تعالیٰ جانتا ہے بلند اور پست آواز کو۔

دیکھو رب نے یہاں خفاء کا مقابل جہر فرمایا نہ کہ مد۔

اعتراض ۳:ابوداؤد شریف میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے:

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اذا قرء ولا الضآلین قال آمین و رفع بھا صوتہٗo

ترجمہ: نبی ﷺ جب فرماتے ولا الضآلین تو فرماتے تھے آمین اوراس میں آواز شریف بلند فرماتے تھے۔

یہاں رفع فرمایا جس کے معنی ہیں اونچا کیا، بلند کیا۔معلوم ہوا کہ آمین اونچی آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب:اس کے چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ حضرت وائل ابن حجر کی اصل روایت میں مد ہے۔جیسا کہ ترمذی شریف میں وارد ہوا۔جس کے معنی کھینچنے کے ہیں نہ کہ بلند کرنا۔یہاں اسناد کے کسی راوی نے روایت بالمعنی کی مد کو رفع سے تعبیر فرمایا اور مراد وہ ہی کھینچنا ہے نہ کہ بلند کرنا۔روایت بالمعنی کا عام دستور تھا۔

دوسرے یہ کہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایتوں میں نماز ذکر نہیں۔صرف حضور کی قراءت کا ذکر ہے۔ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ خارجی قراءت کا ذکر فرمایا ہو۔مگر جو روایات ہم نے پیش کی ہیں۔ان میں نماز کا صراحۃً ذکر ہے۔لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اور یہ احادیث ہمارے خلاف نہیں۔

تیسرے یہ کہ آمین بالجہر اور آمین خفی کی احادیث میں تعارض ہے۔مگر جہر والی روایتیں قرآن کریم کے خلاف ہیں لہٰذا چھوڑنے کے لائق ہیں۔اور آہستہ کی روایتیں قرآن کے مطابق ہیں لہٰذا واجب العمل ہیں۔

چوتھے یہ کہ آہستہ آمین کی حدیثیں قیاس شرعی کے موافق ہیں اور جہری آمین کی حدیثیں اس کے خلاف لہٰذا آہستہ آمین کی حدیثیں قابل عمل ہیں،اس کے خلاف قابل ترک۔قرآنی آیتوں اور قیاس شرعی کا ذکر ہم پہلی فصل میں کر چکے ہیں۔

پانچویں یہ کہ آمین جہری والی حدیثیں قرآن شریف سے اوران احادیث سے جو ہم پیش کر چکے ہیں،منسوخ ہیں۔

اسی لئے صحابہ کرام ہمیشہ آہستہ آمین کہتے تھے اور اسی کا حکم دیتے تھے۔اور زور سے آمین کہنے سے منع کرتے تھے جیسا کہ پہلی فصل میں ذکر کیا گیا اگر جہر کی حدیثیں منسوخ نہیں تھیں تو صحابہ نے عمل کیوں چھوڑ دیا۔

اعتراض ۴: ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه سلم اذا قال غير المغضوب عليهم و لا الضآلين قال آمين حتىٰ يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجدo

ترجمہ: حضورﷺ جب غير المغضوب عليهم و لا الضآلين فرماتے تو آمین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے تو مسجد گونج جاتی تھی۔

اس حدیث میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں یہاں تو مسجد گونج جانے کا ذکر ہے۔گونج بغیر شور نہیں پیدا ہوتی۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ آپ نے حدیث پوری پیش نہیں کی۔اول عبارت چھوڑ دی۔وہ یہ ہے ملاحظہ ہو:

عن ابى هريرة قال ترك الناس التامين و كان رسول الله صلى الله عليه وسلم الخo

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دی حالانکہ حضورﷺ الخ۔

اس جملہ سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ کرام نے بلند آواز سے آمین چھوڑ دی تھی۔جس پر سیدنا ابو ہریرہ یہ شکایت فرما رہے ہیں اور صحابہ کا کسی حدیث پر عمل چھوڑ دینا اس حدیث کے نسخ کی دلیل ہے۔یہ حدیث تو ہماری تائید کرتی ہے نہ کہ تمہاری۔

دوسرے یہ کہ اگر یہ حدیث صحیح مان بھی لی جاوے تو عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔اور جو حدیث عقل ومشاہدہ کے خلاف ہے وہ قابل عمل نہیں خصوصاً جبکہ تمام احادیث مشہور اور آیات قرآنیہ کے بھی خلاف ہو۔

کیونکہ اس حدیث میں مسجد گونج جانے کا ذکر ہے۔حالانکہ گنبد والی مسجد میں گونج پیدا ہوتی ہے نہ کہ چھپر والی مسجد میں۔حضور انورﷺ کی مسجد شریف آپ کے زمانہ میں معمولی چھپر والی تھی۔وہاں گونج پیدا ہو ہی کیسے سکتی تھی۔آج کوئی غیر مقلد صاحب کسی چھپر والے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر کے دکھا دیں انشاءاللہ چیختے چیختے مر جاویں گے مگر گونج نہ پیدا ہوگی۔اس اعتراض کے باقی وہ جواب ہیں جو اعتراض نمبر ۳ کے ماتحت عرض کئے گئے۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہے۔رب فرماتا ہے:

لاترفعوآاصواتکم فوق صوت النبیo(حجرات:۲)

ترجمہ: اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

اگر صحابہ نے اتنی اونچی آمین کہی کہ مسجد گونج گئی تو ان سب کی آواز حضور کی آواز سے اونچی ہوگئی۔قرآن کریم کی صریح مخالفت ہوئی جو حدیث مخالف قرآن وہ قابل عمل نہیں۔

اعتراض ۵: بخاری شریف میں ہے:

فقال عطاء آمین دعاء امن ابن الزبیر ومن وراء ہ حتٰی ان المسجد الجۃo

ترجمہ: حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور حضرت ابن زبیر اور ان کے پیچھے والوں نے آمین کہی یہاں تک کہ مسجد میں گونج پیدا ہوگئی۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آمین اتنی چیخ کر کہنا چاہئے کہ مسجد گونج جاوے۔

جواب: اس اعتراض کے بھی چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ اس کا پہلا جملہ ہمارے مطابق ہے کہ آمین دعا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ دعا آہستہ مانگو۔دیکھو فصل اول۔

دوسرے یہ کہ اس حدیث میں نماز کا ذکر نہیں۔نہ معلوم خارج نماز یہ تلاوت ہوئی یا نماز میں۔ظاہر یہ ہے کہ خارج نماز ہوگی۔تاکہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو جو ہم نے پیش کیں۔

تیسرے یہ کہ حدیث عقل ومشاہدے کے خلاف ہے۔کیونکہ کچی اور چھپر والی مسجد میں گونج پیدا نہیں ہوسکتی۔لہٰذا واجب التاویل ہے۔جناب اگر قرآن کی آیت بھی عقل شرعی اور مشاہدے کے خلاف ہو تو وہاں تاویل واجب ہوتی ہے۔ورنہ کفر لازم آجاتا ہے۔آیات صفات کو متشابہ مان کر صرف ایمان لاتے ہیں اس کے ظاہری معنی نہیں کرتے کیونکہ ظاہری معنی عقل شرعی کے خلاف ہیں۔جیسے

یداللہ فوق ایدیھمo(فتح:۱۰)

ترجمہ: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

فاینماتو لو افثم وجہ اللہo(بقرہ:۱۱۵)

ترجمہ: تم جدھر پھروگے ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔

خدا کے لئے ہاتھ منہ ہونا عقل کے خلاف ہے۔لہٰذا یہ آیات واجب التاویل ہیں۔رب فرماتا ہے:

وجدھاتغرب فی عین حمئۃo (کہف:۸۶)

ترجمہ: ذوالقرنین نے سورج کو کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتے دیکھا۔

سورج کا ڈوبتے وقت آسمان سے اترنا اور کیچڑ میں ڈوبنا خلاف عقل تھا۔لہٰذا ان کی تاویل کی جاتی ہے۔ یہ تاویل ہمارے حاشیۃ القرآن میں ملاحظہ کرو۔ جناب حدیث پڑھنا اور ہے، حدیث سمجھنا کچھ اور۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوع موجود نہیں جس میں نماز میں آمین بالجہر کی تصریح ہو۔ایسی صحیح حدیث ملی ہے نہ ملے گی۔

وہابیوں کو چاہئے کہ ضد چھوڑیں اور صدق دل سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑیں کہ یہ ہی حضور ﷺ کا راستہ ہے۔اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق ہمارے حاشیہ بخاری عربی میں ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض ۶: آہستہ آمین کے متعلق آپ نے جس قدر حدیثیں پیش کی ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور ضعیف سے استدلال نہیں کر سکتے۔ (وہی پرانا یاد کیا ہوا سبق) دیکھو وائل ابن حجر کی ترمذی والی روایت جو تم نے پیش کی۔اس کے متعلق امام ترمذی فرماتے ہیں:

حدیث سفیان اصح من حدیث شعبۃ فی ھذا الٰی ان قال وخفض بھا صوتہٗ وانما ھو مدبھا صوتہٗo

ترجمہ: آمین کے بارے میں سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے شعبہ یہاں کہتے ہیں۔خفض یعنی حضور نے پست آواز سے کہا، حالانکہ یہاں مد ہے یعنی آواز کھینچ کر آمین فرمائی۔

جواب: خدا کا شکر ہے کہ آپ مقلد تو ہوئے امام ابوحنیفہ کے نہ سہی امام ترمذی کے سہی کی ہر جرح آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ جناب اس حدیث کے ضعف کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے حق میں ہوتی تو آنکھ بند کر کے مان لیتے آپ کے اس سوال کے چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ ہم نے آہستہ آمین کی چھبیس سندیں کیں کیا سب سندیں ضعیف ہیں اور سب میں شعبہ راوی آرہے ہیں۔ اور شعبہ ہر جگہ غلطی کر رہے ہوں یہ ناممکن ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر یہ چھبیس اسنادیں ساری کی ساری ضعیف بھی ہوں جب بھی سب مل کر قوی ہوگئیں۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

تیسرے یہ کہ شعبہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسناد میں شامل ہوئے۔ جن سے یہ حدیث ضعیف ہوئی۔ امام صاحب کو یہ ہی حدیث بالکل صحیح ملی تھی۔ بعد کا ضعف پہلے والوں کو مضر نہیں۔

چوتھے یہ کہ اگر پہلے سے ہی یہ حدیث ضعیف تھی۔ جب بھی امام اعظم سراج امت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قبول فرمالینے سے قوی ہوگئی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے۔

پانچویں یہ کہ چونکہ اس حدیث پر عام امت مسلمہ نے عمل کر لیا ہے۔ لہٰذا حدیث کا ضعف جاتا رہا اور حدیث قوی ہوگئی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

چھٹے یہ کہ اس حدیث کی قرآن کریم تائید کر رہا ہے اور بلند آواز کی حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ لہٰذا آہستہ آمین کی حدیث قرآن کی تائید کی وجہ سے قوی ہوگئی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں۔

ساتویں یہ کہ اس حدیث کی قیاس شرعی تائید کر رہا ہے اور بلند آواز کی حدیث قیاس شرعی کے اور عقل شرعی کے خلاف ہے لہٰذا آہستہ آمین کی حدیث قوی ہے اور بلند آواز کی حدیث ناقابل عمل غرضکہ آہستہ آمین کی حدیث بہت قوی ہے، اس پر عمل چاہئے۔

اعتراض ۷: ابوداؤد شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو:

قال آمین حتٰی یسمع من یلیہ من الصف الاول ٥

ترجمہ: اس طرح آمین کہتے کہ صف اول میں جو آپ سے قریب ہوتا وہ سن لیتا۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں:

ایک یہ کہ یہ حدیث آپ کے بھی خلاف ہے کیونکہ پہلی آپ کی روایتوں میں تھا کہ مسجد گونج جاتی تھی اور اس میں یہ آیا کہ صرف پیچھے والے ایک دو آدمی ہی سنتے تھے۔

دوسرے یہ کہ اسی حدیث کی اسناد میں بشر ابن رافع آ رہا ہے۔ اسے ترمذی نے کتاب الجنائز میں، حافظ ذہبی نے میزان میں سخت ضعیف فرمایا، احمد نے اسے منکر الحدیث کہا، ابن معین نے اس کی روایت کو موضوع قرار دیا۔ امام نسائی نے اسے قوی نہیں مانا (دیکھو آفتاب محمدی لہٰذا یہ حدیث سخت ضعیف ہے قابل عمل نہیں)۔